



## سوال

(593) نکاح مسیاری اور اس کا حکم

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نکاح مسیاری کیا ہے، اور کیا یہ جائز ہے؟

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

نکاح مسیاری عربی میں زواج المسیار کہا جاتا ہے، عربوں میں راجح ایک قسم کا نکاح ہے جو شرائط وغیرہ کے اعتبار سے عام نکاح کی طرح ہے، مگر اس میں مرد و عورت باہمی رضامندی سے اپنے کچھ حقوق سے دستبردار ہو جاتے ہیں۔ مثلاً عورت کے نان و نفقہ کا حق، ساتھ رہنے کا حق، باری کی راتوں کا حق، وغیرہ وغیرہ۔

نکاح مسیاری اس وقت صحیح ہوگا، جب اس میں عقد نکاح کی شروط اور اس کے ارکان پائے جائیں گے، اور اس شادی کی صورت دور قدیم میں بھی موجود تھی، اس میں خاوند بیوی کے لیے شرط رکھتا ہے جو اس سے شادی کی رغبت رکھے وہ اس اور دوسری بیویوں کے مابین برابری کے ساتھ راتوں کی تقسیم نہیں کریگا، یا پھر وہ اس کے اخراجات کا ذمہ دار نہیں، یا اس کی رہائش کا ذمہ دار نہیں

اور یہ بھی شرط رکھ سکتا ہے کہ رات کی بجائے وہ اس کے پاس دن کو آئیگا، جسے الناریات یعنی دن والیاں کا نام دیا جاتا ہے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عورت ہی اپنے حقوق سے دستبردار ہو جائے، ہو سکتا ہے وہ عورت مالدار ہو اور اس کے پاس رہائش بھی ہو اس لیے وہ اس سے دستبردار ہو جائے

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ رات کی بجائے دن پر راضی ہو جائے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے وہ اپنی سونوں کے ایام سے کم ایام پر راضی ہو جائے، اور ہمارے دور میں یہی مشہور ہے

دونوں طرف سے ان حقوق سے دستبردار ہونا نکاح کو حرام نہیں کرتا، اگرچہ بعض اہل علم نے اسے ناپسند کیا ہے، لیکن شروط اور ارکان کے اعتبار سے یہ جواز سے خارج نہیں ہوتا

مصنف ابن ابی شیبہ میں حسن بصری اور عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہ وہ دونوں دن والیاں "الناریات" سے شادی کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے "مصنف ابن ابی شیبہ (337/3)



اور عامر الشیبی سے مروی ہے ان سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس کی بیوی ہو اور وہ ایک دوسری عورت سے شادی کرے تو اس کے لیے ایک دن کی شرط لکھے اور دوسری کے لیے دو دن کی تو اس کا حکم کیا ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا: اس میں کوئی حرج نہیں "انتہی مصنف ابن ابی شیبہ (338/3)

ہمارے معاصر علماء میں سے اکثر نے اس کی اباحت کا فتویٰ دیا ہے

شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا:

مسیار شادی کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے، یہ شادی اس طرح ہوتی ہے کہ آدمی دوسری یا تیسری یا چوتھی شادی کرے اور اس بیوی کی کچھ ضروریات ہوں جس کی بنا پر وہ اپنے والدین کے پاس ان کے گھر میں رہتی ہو، اور خاوند مختلف اوقات میں اس کے پاس جایا کرے جو دونوں کے حالات کے مطابق ہو، اس طرح کی شادی میں شریعت کا حکم کیا ہے؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

«لا حرج فی ذلک إذا استوفی العقد الشرط المتبرہ شرعاً، وہی وجود الولی ورضا الزوجین، وحنو شایعین عدلین علی إخراج العقد، وسلامۃ الزوجین من الموانع: لعموم قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: (آمن ما أو فتم من الشروط أن توفوا بہا ما استحلتم بہ الفروج): وقد صلی اللہ علیہ وسلم: (السلون علی شروط)، فإذا اتفق الزوجان علی أن المرأة تتبی عندہما، أو علی أن القسم یحون لہما ناراً لایلاً، أو فی آیام معینہ، أو یالی معینہ، فلا بأس بذلک، بشرط إعلان النکاح، وعدم إختفاء "انتہی" «فتاویٰ علماء البلد الحرام» (ص 451-450)، و"جریة البحر" عدد (8768) الاصحیح 18 جمادی الأولى 1417 ہ.

"جب اس میں نکاح کی معتبر شرعی شروط پائی جائیں اور وہ شروط: ولی کی موجودگی، خاوند اور بیوی کی رضامندی، عقد نکاح کے وقت دو گواہوں کی موجودگی، اور خاوند اور بیوی کا موافق سے سلامت ہونا: اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

"شروط پورے کرنے میں شروط کو پورا کرنے کی وہ شرط حقدار ہیں جن سے تم شرمگاہ کو حلال کرتے ہو"

اور ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"مسلمان اپنی شرطوں پر قائم رہتے ہیں"

چنانچہ جب خاوند اور بیوی اس پر متفق ہوں کہ عورت اپنے گھر والوں کے پاس ہی رہے گی، یا پھر تقسیم رات کی بجائے دن میں ہوگی، یا پھر معین ایام یا معین راتوں میں ہوگی تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ نکاح اعلانیہ ہو، خفیہ طریقہ سے نہ کیا جائے"

لیکن جب اکثر لوگوں نے اس کا غلط استعمال کرنا شروع کر دیا تو جن علماء نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا تھا وہ اس میں جواز کے قول سے توقف اختیار کرنے لگے، ان میں سب سے اوپر شیخ عبدالعزیز بن باز اور شیخ ابن عثیمین رحمہما اللہ شامل ہیں

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

مسیار اور شرعی شادی میں کیا فرق ہے؟ اور مسیار شادی میں کن شروط کا پایا جانا ضروری ہے؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

«شروط النکاح ہی تعیین الزوجین ورضاہما والولی والشاہدان، فإذا کملت الشروط وأعلن النکاح ولم یتم بیئاً صوا علی کتمانہ لا الروح ولا الروح جلاً وأولیا وولم علی عرسہ مع ہذا کلمہ فإن ہذا



نکاح صحیح، سید بعددک ما شئت ۱۱ انتہی ۱۱ «جریدۃ البحریرۃ» ۱۱ جمعۃ ۱۵ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ، العدد: 10508.

"ہر مسلمان شخص کو شرعی شادی کرنی چاہیے، اور اسے اس کے خلاف کام کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے، چاہے اسے زواج میسار کا نام دیا جائے یا کوئی اور، شرعی شادی کی شروط میں اعلان شامل ہے، اس لیے اگر خاوند اور بیوی نے اسے چھپایا تو یہ صحیح نہیں؛ کیونکہ یہ اور جو حال بیان کیا گیا ہے وہ زنا سے زیادہ مشابہ ہے" انتہی دیکھیں: فتاویٰ الشیخ ابن باز (432-431/20).

حقیقت یہ ہے کہ یہ نکاح معاشرے میں غیر شادی شدہ اور شادی کی عمر سے زیادہ عمر میں پہنچ جانے والی عورتوں کے لیے اسلامی معاشرے میں بہت ساری مشکلات کا حل ہے، چنانچہ آدمی نہ تو عورتوں میں تقسیم کی استطاعت رکھتا ہے، یا پھر دو بیویوں پر اخراجات نہیں کر سکتا، اور پھر بہت ساری عورتیں ایسی ہیں جن کے پاس مال بھی ہے اور رہائش بھی اور وہ اپنے نفس کو عفت و عصمت میں رکھنا چاہتی ہے، چنانچہ ہفتہ کے کسی بھی دن یا پھر مہینہ میں کچھ ایام خاوند اس کے پاس آتا ہے

اور ہو سکتا ہے اللہ عزوجل ان میں محبت و الفت اور حسن معاشرت پیدا کر دے، اور لچھے حالات بن جائیں جن کی بنا پر اس مرد کی اس عورت سے شادی سے اس کی حالت بدل کر پہلے سے بہتری میں تبدیل ہو جائے، تو وہ عدل و انصاف کے ساتھ تقسیم کرنے لگے، اور اس پر خرچ بھی کرے اور اسے رہائش بھی دے

اور اس نکاح میں بہت ساری خرابیاں اور مفسد بھی پائے جاتے ہیں جو کسی پر مخفی نہیں، مثلاً خاوند کی وفات کے بعد ترکہ میں اختلاف پیدا ہونا، اور اسے خفیہ رکھنے اور اعلان نہ کرنے میں بہت ساری خرابیاں ہیں

اور پھر کچھ فسادی قسم کے مرد و عورت اس شادی کو غلط کام کے لیے وسیلہ بنا سکتے ہیں، اور وہ آپس میں حرام تعلقات قائم کر کے عزیز و اقارب اور پڑوسیوں کی آنکھوں سے دور رہائش رکھ سکتے ہیں، اور جب انہیں کوئی دیکھے تو وہ کہیں گے یہ شادی میسار ہے!

بدا معذی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

کتاب الصلاة جلد 1